

# پہمساویوں سے حسن سلوک

غلام مرتضیٰ آزاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا بنیادی مقصد ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل ہے جس میں سبھی لوگ قانون کا احترام کریں، ہر شخص دوسرے کے حقوق کا پاس کرے اور کسی کو کسی سے ظلم و تعدی اور شر و فساد کا اندیشہ نہ رہے۔ جس معاشرہ میں ہمسایہ کے حقوق کا لحاظ نہ کیا جاتا ہو وہاں امن و امان کسب ناممکن رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ انسانی معاشروں میں زیادہ تر مفدمات اور تنازعات پڑوسیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ وہ ضابطہ اخلاق جس میں ہمسایوں سے حسن سلوک کی تاکید نہ کی گئی ہو اس کو مکمل ضابطہ اخلاق نہیں کہا جاسکتا اور ایسے ضابطہ اخلاق کی کامیابی کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسیوں اور محلے والوں کے حقوق کا پاس کرنے، ان کے ساتھ زیادتی نہ کرنے اور ان سے حسن سلوک کی بہت تاکید کی ہے۔ ارشاد رسالت ہے: ”جو بھائی نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کی کہ میں سمجھا کہیں اس کو وراثت کا حق نہ دلا دین“۔ اس سلسلے میں رسول اللہ کا ایک دوسرا ارشاد ہے:۔

جس کو یہ پسند ہے کہ خدا اور اس کا رسول اس سے محبت کرے، یا جس کو خدا اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کا حق ادا کرے۔“

- 
- (۱) المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویلحہ (مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے تمام مسلمانوں کی بھلائی اور سلامتی کے کام سرزد ہوں)
  - (۲) بخاری، کتاب الاوب۔
  - (۳) مشکوٰۃ المصابیح۔

ہمسایہ کے حقوق کی رعایت کے بارے میں یہ حدیث ہمارے لیے بہت زیادہ ہدایت کی حامل ہے۔

قیامت کے دن بارگاہِ الہی میں سب سے پہلے وہ مدعی اور مدعا علیہ پیش ہوں گے جو پڑوسی ہوں گے۔<sup>(۲)</sup>

توراة میں ہے :-

تو اپنے پڑوسی پھولی گواہی مت دے۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جو رو اور اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ نہ کر<sup>(۳)</sup>۔ تو اپنے پڑوسی سے دغا بازی نہ کر، نہ اس سے کچھ چھین لے<sup>(۴)</sup>۔

رسول اللہ نے فرمایا :-

زنا حرام ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے زنا کو حرام کیا ہے۔ لیکن دس بدکاریوں سے بڑھ کر بدکاری یہ ہے کہ کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ چوری کرنا حرام ہے، خدا اور اس کے رسول نے اس کو حرام کیا ہے۔ لیکن دس گھروں میں چوری کرنے سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرائے<sup>(۵)</sup>۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ دو صحابہ تھیں، جن میں سے ایک رات کو نمازیں پڑھا کرتی، دن کو روڑے رکھتیں، صدقہ و خیرات بھی بہت کرتی، مگر زبان کی تیز تھیں، زبان سے پڑوسیوں کو ستاتی تھیں۔ لوگوں نے ان کا حال آپ سے عرض کیا تو فرمایا ان میں کوئی نیکی نہیں، ان کو دوزخ کی سزا ملے گی۔ پھر صحابہ نے دوسری کلمہ سنایا جو فرض نمازیں پڑھ لیتیں اور معمولی صدقہ دے دیتیں مگر کسی کو ستاتی نہ تھیں۔ آپ نے فرمایا یہ بیوی بنتی ہوگی<sup>(۶)</sup>۔

ہمسایوں کے مابین عام مقدمہ بازی کی کثرت کو کم کرنے کے لیے رسول اللہ کی تعلیمات میں دو چیزوں پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ پڑوسی کو شفعہ کا حق دیا گیا۔<sup>(۷)</sup> دوسرے یہ کہ اگر کسی ہمسائے کو اپنے ہمسائے سے کوئی شکایت پیدا ہو اور اس کے امکانات بہت زیادہ ہیں، تو بات کو فوراً مقدمہ بازی تک لے جانے

(۲) مسند احمد بن حنبل، مسند عقبہ بن عامر۔

(۵) خروج، ۲۰ - ۱۶

(۶) اجار، ۱۳ - ۱۹

(۷) ادب المفرد۔ امام بخاری۔ باب حق الجار۔

(۸) ادب المفرد۔ امام بخاری۔ باب لایؤذی جارہ۔

کی بجائے مفاسد پر احتجاج کر کے دیکھ لینا چاہئے۔ احادیث میں ایک واقعہ کا ذکر آتا ہے کہ ایک پڑوسی نے آکر شکایت کی، یا رسول اللہ! میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے۔ آپ نے فرمایا، جاؤ صبر کرو۔ اس کے بعد وہ شخص پھر شکایت لے کر آیا، آپ نے پھر یہی نصیحت کی۔ وہ شخص ایک قرب بھر آیا اور یہی عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، اچھا جاؤ اور اپنے گھر کا سامان راستہ میں ڈال دو (یعنی گھر سے منتقل ہونے کی صورت بناؤ)۔ اس صحابی نے ایسا ہی کیا۔ آنے جانے والوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس صحابی نے حقیقت حال بتائی تو سب لوگوں نے اس کے پڑوسی کو برا بھلا کہا۔ یہ دیکھ کر وہ پڑوسی ایسا شرمندہ ہوا کہ اس صحابی کو سنا کر پھر گھر میں واپس لایا اور وعدہ کیا کہ آئندہ نہیں ستائے گا<sup>(۱۱)</sup>۔

اس کے پہلو بہ پہلو ایسی تعلیمات بھی دی گئی ہیں جن سے ہمسایوں میں باہم الفت اور یکاگمت کے رشتے استوار ہوں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

واعبدوا اللہ ولا تشركوا به شيئاً وبالوالدين احساناً وبذی القربى والیتیمی  
 والمساکین والجاری ذی القربى والجاری المجنب وانصاحب الجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم  
 ترجسہ۔ اور خدا ہی کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور  
 قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقاء پہلو اور قریب  
 اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب سے احسان کرو۔

اس آیت سے واضح ہے کہ ہمسایوں سے حسن سلوک کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ یعنی جہاں  
 والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا وہیں ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید بھی کی۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے :-  
 تم میں کوئی مومن نہ ہو گا جب تک اپنے پڑوسی کی جان کے لیے وہی محبوب نہ رکھے جو  
 خود اپنی جان کے لیے محبوب رکھتا ہے!<sup>(۱۲)</sup>

یہاں یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کو ایمان کامل کا ایک

(۱۱) تفصیل کے لیے دیکھیے احادیث جبار الدار حق بالدار والارض منتظر لہ وان کان غائباً اذ کان طریقہما واحد۔  
 ابو داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن ترمذی، مسند احمد بن حنبل۔

(۱۲) ابو داؤد، کتاب الادب - ادب المفرد - امام بخاری - باب شکایتہ الجار - (۱۱) النساء: ۳۶۔

جزو بتایا گیا ہے

ایک اور حدیث میں ہے ،

خدا کے نزدیک ساتھیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہے اور پڑوسیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے<sup>(۱۳)</sup>

حجرت سلوک کے ساتھ ساتھ پڑوسی کی عورت اور احترام کا خیال رکھنے کو بھی ایمان کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے آپ نے فرمایا :- جو شخص خدا اور روزِ جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عورت کرے۔ پڑوسی کے آرام و آسائش کا خیال کرنے اور اس کی معاشی تنگ دستی کو دور کرنے کا بھی تاکید سے حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے :-

وہ رومی نہیں جو خود شکم میر ہو، اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔<sup>(۱۴)</sup>

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ جابرؓ گوشت کا ایک ٹکڑا لٹے جا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا، جابر کیا بات ہے، عرض کی یا امیر المؤمنین گوشت کھانے کو جی چاہتا تھا تو ایک درم میں گوشت خریدیا ہے اور گھر لے جا رہا ہوں۔ فرمایا اسے جابر کیا اپنے پڑوسی کو چھوڑ کر صرف اپنے پیٹ کی فکر کیا چاہتے ہو، کیا یہ آیت یاد نہ رہی<sup>(۱۵)</sup>۔ **یوم یعرض الذین کفروا علی النار اذ ہبتم طیباً کم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا<sup>(۱۶)</sup>**۔ (اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے تو کہا جائے گا۔ تم اپنی دنیا کی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے متنع ہو چکے۔

عبدالعزیز بن عمرؓ کے پڑوسی میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بکری ذبح کی تو گھر والوں سے دریافت کیا، تم نے میرے ہمسائے یہودی کو بھی بھیجا یا نہیں؟۔ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا

(۱۲) ، مسلم ، کتاب الایمان۔

(۱۳) ، سنن ترمذی ، باب ما جاء فی حق الجار۔

(۱۴) ، بخاری ، کتاب الادب۔

(۱۵) ، مشکوٰۃ المصابیح۔

(۱۶) ، مؤطا امام مالک ، باب ما جاء فی اکل اللحم۔

ہے کہ جبرئیل مجھے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید کرتے رہے ہیں کہ میں سمجھا کہ وہ اس کو پڑوسی کے ترکہ کا حق دار وارث بنا دیں گے۔<sup>(۱۷)</sup>

ابوذر غفاریؓ دولت کو ذاتی فائدہ میں جمع کرنے کی علی الاعلان مخالفت کرتے تھے۔ ان سے رسول اللہؐ نے ایک مرتبہ فرمایا :-

ابوذر، جب شور بہ چکا تو پانی بٹھا دو، اور اس سے اپنے ہمسایہ کی خبر گیری کرتے رہو۔<sup>(۱۸)</sup>  
ایک اور حدیث میں ارشاد ہے :-

اے مسلمانوں کی بیویو، تم میں کوئی پڑوسن، اپنی پڑوسن کے لیے خیر نہ سمجھے اگرچہ کبریٰ کی کھری ہی کیوں ہو۔<sup>(۱۹)</sup>  
صرف اتنی بات نہیں کہ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے امن و امان برقرار رہتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی مد نظر رہے کہ ہمارے کردار کی صحیح تصویر ہمارا پڑوسی ہی دے سکتا ہے۔ وہ شخص کیونکر اچھے کردار کا مالک ہوگا جس کے ہمسائے اور غلے والے اس کی نیکی کاری کی شہادت دیں اور وہ شخص جسے اس کے پڑوسی سچا اور خیر اندیش کہیں اس کی راست بازی پر کون شک کرے گا۔ اس سلسلہ میں ہمارے لیے رسول اللہؐ کے اس ارشاد میں بہت راہنمائی ہے :- صحابہ نے پوچھا یا رسول ہیں کیسے معلوم ہو کہ ہم اچھا کر رہے ہیں یا بُرا۔ آپؐ نے فرمایا، جب اپنے پڑوسی کو اپنی نسبت اچھا کہتے سُنو تو سمجھو کہ اچھا کر رہے ہو اور جب اپنے پڑوسی کو اپنی نسبت بُرا کہتے سُنو تو سمجھو کہ بُرا کر رہے ہو۔<sup>(۲۰)</sup>

قرآن مجید کی آیت :-

لَنْ لِم تَنْتَه الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنْ تَخْرُجَنَّكَ بِهِمْ شَمًّا لَا يَجَارُونَكَ فِيهَا الْأَقْلِيَّةُ مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا تَقِفُوا أَخَذُوا وَقْتًا وَقْتًا قَتِيلًا۔<sup>(۲۱)</sup>

(۱۷) الاحقاف : ۲۰

(۱۸) ابوداؤد، کتاب الادب، باب حق الجوار۔

(۱۹) سلم، کتاب البر والصلہ، باب ما جاز فی حق الجوار۔

(۲۰) بخاری، کتاب الادب۔

(۲۱) صنف ابن ماجہ۔

ترجمہ :- اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو شہر میں بڑی بڑی خبریں اڑایا کرتے ہیں اپنے کردار سے باز نہ آئیں گے تو ہم تمہیں ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ پھر وہ تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے، مگر تھوڑا وہ بھی بھٹکار سے ہوتے، جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور مار ڈالے گئے۔

سے استدلال کیا گیا ہے کہ ایک حکومت کے تمام باشندے حاکم وقت کے پڑوسی ہوتے ہیں۔ چنانچہ شہریوں میں سے جو لوگ منافقانہ طور پر زیر زمین تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہوں انہیں اور دہشت پھیلاتے ہوں اور آئین حکومت کا دلی وجہان سے احترام نہ کرتے ہوں تو حاکم وقت کو چاہئے کہ ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دے تاکہ مملکت کے باقی شہری امن و امان کی زندگی بسر کر سکیں۔